تراشے

جناب جتوئی

جناب مصطفیٰ جتوئی اور محترمہ بے نظیر بھٹو میں تجدید ملاقات کے بعد یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ اب پی پی پی سے نکال کر ادھر ادھر پھینکے گئے انکلوں کے دن پھرنے والے ہیں۔ آج میں یہ سوچتا ہوں کہ انکلوں نے رخت سفر باندھا کیوں تھا؟ اور نیفیوز نے بندھوایا کیوں تھا؟ تو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ انکلوں نے باہر جا کر بھی وہی سیاست کی جو پی پی کے اندر رہ جانے والوں نے کی۔ بعض انکل تو نیفیوز سے بھی گئے گزرے نکلے۔ بات یہ ہے کہ دونوں کا مشترکہ اثاثہ بھٹو ہیں۔ ان دونوں نے جائیداد پر جھگڑا کر کے اپنا کام خراب کر لیا جن کے پاس بھٹو تھے انہیں مارکیٹنگ نہیں آتی تھی اور جو مارکیٹنگ کے ماہر تھے ان کے پاس بھٹو نہیں تھے۔ جتوئی صاحب کی سیاسی مارکیٹنگ کی داد دیئے بغیر چارہ نہیں کہ ان کے پاس پارٹی تھی تو مفلس کی قبا جیسی' رفقاء تھے تو اڑی ہوئی حنا جیسے' مواقع تھے تو بد دعا جیسے اور وہ خود آئی جے آئی میں تھے تو خطا جیسے اور بھٹو کو وہ اپنے نیفیوز کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے پاکستان کا وزیراعظم بن کر دکھایا۔ کمی نیفیوز نے بھی نہیں چھوڑی' بے نظیر کے پاس بھٹو تھے' وہ وزیراعظم بھی بن گئی تھیں۔ مگر انہوں نے اقتدار سے نکلنے کا اتنا ہی حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔ جتنا کہ جتوئی صاحب نے اقتدار میں آنے کا کیا تھا۔ خیر اب دونوں اکٹھے ہو گئے ہیں بلکہ اگر مارشل اصغر خان کو گننے پر آپ اعتراض نہ کریں تو تین ہو گئے یعنی پی ڈی اے کے پاس تینوں انتظام ہیں۔

وزارت عظمیٰ حاصل کرنی ہو تو جتوئی صاحب موجود ہیں وزارت عظمیٰ کو ضائع کرنا ہو تو بے نظیر صاحبہ موجود ہیں۔ اور سیاست میں مصروف رہ کر کچھ نہ کرنا ہو تو ائر مارشل صاحب موجود ہیں۔

(نذیر ناجی... "سویرے سویرے")

جناب قاضی

قاضی حسین احمد "انقلابی نوجوان" ہیں۔ ان کی نظر اپنے انقلاب پر رہتی ہے۔ انہوں نے پہلے پہل تو نواز شریف حکومت ہی کو انقلاب کا جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ کابینہ میں شامل ہونے سے انکار کر کے اعلان کیا کہ ہم باہر بیٹھ کر حکومت کی نگرانی کریں گے' اس کا احتساب کریں گے اور

پیپلز پارٹی کے لئے اپوزیشن کا میدان خالی نہیں چھوڑیں گے۔ مطلب یہ سمجھا گیا کہ جس طرح شیعہ بھائیوں کے ہاں نماز پڑھائی جاتی ہے اسی طرح حکومت چلائی جائے گی.....
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک بار خانہ فرہنگ ایران میں ایک تقریب تھی' نماز مغرب کا وقت آیا تو جملہ حاضرین صف بستہ ہو گئے۔ میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ امام صاحب کھڑے ہوئے لیکن وہ امام خاموش تھے۔ بولتے نہیں تھے'

حرکت کرتے تھے۔ حرکت کے لئے "اللہ اکبر" کہنے کا فریضہ کونے میں کھڑے ہوئے ایک نوجوان ادا کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں لاؤڈ سپیکر تھا۔ وہ نماز میں شریک نہیں تھے صرف رکوع و سجود کا حکم دے رہے تھے۔ نماز کے بعد ایک دوست سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اگر امامت کی شرائط پوری کرنے والا امام موجود نہ ہو تو پھر نماز اسی طرح ادا ہوتی ہے۔

قاضی حسین احمد صاحب کے دیدہ ور نے تاڑا کہ امام صاحب اگرچہ مصلے پر کھڑے کر دیئے گئے ہیں لیکن امامت کی شرائط پوری نہیں کر رہے' اس لئے رکوع و سجود کے لئے ان کی آواز پر کان لگایا جائے۔ امام صاحب اپنے آپ کو مکمل امام سمجھنے لگے تو معاملہ چوپٹ ہو گیا۔ نماز اپنی اپنی نصیب اپنے اپنے۔

(مجیب الرحمٰن شامی "جلسہ عام")